منظومہ اصول الفقہ: علامہ ابن الشحنہ اور منظومہ کا تعارفی مطالعہ

(Manzooma–E-Usool–Ul-Fiqh: An Introductory Study of Allama Ibn al-Shihna and the Poem)

Amin Ullah
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture, AIOU Islamabad
Email: Hafizaminullah786@gmail.com
Dr. Hafiz Tahir Islam Askari
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture, AIOU Islamabad
Email: tahir.islam@aiou.edu.pk

Abstract

The knowledge of Usul al-Fiqh (Principles of Islamic Jurisprudence) holds great importance in deriving the rulings of Sharia. Through this knowledge, not only are the issues that are not explicitly mentioned in the Quran and Hadith addressed, but also those issues introduced by the modern world are resolved. Scholars of Usul al-Fiqh have made significant contributions and provided Islamic libraries with a vast collection of works. Scholars from each school of thought have written books on their respective principles, and later scholars have conducted research on these books.

Just as in other sciences, alongside prose works, poetic compositions have also been produced, in the field of Usul al-Fiqh, many poetic works have been written. In addition to the Hanafi school , the principles of other schools have also been compiled in poetic form. For example, the famous poem of Imam al-Shanqiti, "Maraq al-Su'ud limubtaghi al-ruqqi wa al-suud," explains the Maliki principles. In Hanafi Usul al-Fiqh, a poetic work titled "Al-Kawakib" was written by Imam Muhammad al-Kawakibi, which was later researched by Mahmood Askar. In short, all fields have benefited from poetic works, and research, compilation, and categorization of these poems have been carried out, with relevant experts making use of these works.

One of the brief and comprehensive poetic works in the field of Usul al-Fiqh is the one written by Imam Abu al-Walid Muhammad ibn Muhammad, known as Ibn al-Shihna (d. 815 AH). Imam Ibn al-Shihna, in addition to several other works, composed poems in various sciences. One such work is his "Alfiyyat al-Rajaz," which covers topics related to Tafsir, Fiqh, Usul al-Fiqh, and other sciences. The poem under discussion is part of this Alfiyyah and consists of 101 verses, in which the basic discussions of Hanafi Usul al-Fiqh are comprehensively presented.

Keywords: Jurisprudence, Poetic, Categorization, Comprehensive, Discussion, compilation

تعارف

احکامِ شریعت کے استنباط میں اصولِ فقہ کا علم انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اس علم کی روشنی میں وہ مسائل بھی حل ہوتے ہیں جو قرآن وحدیث میں منصوص نہیں ہیں اور وہ مسائل بھی جو جدید دنیا نے متعارف کرائے ہیں۔ علمِ اصول فقہ میں علمائے اصول نے بہت سی خدمات انجام دی ہیں اور اسلامی مکاتبات کو ایک ضخیم ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ ہر مسلک کے علماء نے اپنے اپنے اصولوں پر کتابیں لکھی ہیں اور بعد میں آنے والوں نے ان کتابوں پر تحقیقات بھی کی ہیں۔

جس طرح دوسرے علوم میں نثری کتابوں کے ساتھ ساتھ منظوم کام بھی ہوا ہے، اسی طرح اصولِ فقہ میں بھی منظومات لکھے گئے ہیں، اصولِ فقہ میں حنفیہ کے علاوہ دوسرے مسالک کے اصول کو بھی منظوم شکل میں مرتب کیا گیا ہے، جیسے مالکی اصول میں علامہ شنقیطی کا منظومہ مراقي السعود لمبتغي الرقي والصعود مشہور ہے۔ حنفی اصولِ فقہ میں ایک منظومہ علامہ محمد الکواکبی نے الکواکب کے نام سے لکھا ہے جس کی تحقیق محمود عسکری نے کی ہے۔ الغرض تمام علوم کی خدمات منظومات کی صورت میں ہوئی ہیں اور ان منظومات کی تحقیق، تخریج اور تبویب کا کام بھی ہوا ہے اور متعلقہ فن کے لوگوں نے ان منظومات سے استفادہ کیا ہے۔

علمِ اصولِ فقہ میں لکھے منظومات میں سے ایک مختصر اور جامع منظومہ علامہ ابو الولید محمد بن محمد المعروف ابن الشحنہ (المتوفی: 815ھ) نے لکھا ہے۔ علامہ ابن الشحنہ دیگر کئی مؤلفات کے علاوہ مختلف علوم میں منظومات بھی تالیف فرمائی ہے، جن میں سے ایک "الفیہ رجز" ہے جو تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ وغیرہ علوم پر مشتمل ہے اور زیرِ بحث منظومہ بھی اسی الفیہ کا حصہ ہے جو 101 ابیات پر مشتمل ہے اور اس میں حنفی اصولِ فقہ کے بنیادی مباحث کا استیعاب کیا گیا ہے۔

منظومہ: تعریف اور علومِ شرعیہ کو یاد کرنے اس کا کردار

منظومہ یا نظم کی تعریف

نظم کا لغوی معنی جمع کرنے یا جوڑنے کے ہیں۔ ابن فارس فرماتے ہیں:

(النون والظاء والميم: أصل يدل على تأليف شيء وتأليفه، ونظمت الخرز نظما، ونظمت الشعر وغيره.)[1]

(ترجمہ: نون، ظاء اور میم کا مادہ ترتیب دینے اور جوڑنے کا معنی دیتا ہے۔ (کہا جاتا ہے) میں موتیوں کو پرویا اور میں نے شعر کو نظم کیا وغیرہ۔)

عام اصطلاح میں نظم کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ علمی مواد جمع کیا جائے اور شعری بحور میں سے کسی ایک بحر پر ڈھالا جائے۔ اکثر منظومات بحر رجز پر ہوتے ہیں۔[2]

اور فقہی نظم کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ احکامِ شرعیہ کو موزوں اور قافیہ کی صورت میں ڈھالنا۔[3]

علومِ شرعیہ کو حفظ کرنے میں منظومات کا کردار

علمی مواد حفظ کرنے میں اشعار کا بہت بڑا کردار ہے۔ عربوں نے اشعار کے ذریعے اپنے شجرۂ نسب، تاریخ اور روایات کو بڑی آسانی سے یاد کیا؛ کیوں کہ اشعار کو یاد کرنا آسان ہے اور اس کو روایت کرنا سہل ہے۔ اسی لیے شعر کو دیوان العرب کہا جاتا ہے۔ جب اسلام مختلف ملکوں میں پھیلا اور علومِ شرعیہ مدون ہوئے تو ان کو یاد کرنے کے لیے مصنفین نے منظومات نے رواج دینا شروع لیا تاکہ ان علوم کے قواعد اور اصولوں کو یاد کرنے میں آسانی ہو اور بوقتِ ضرورت ان علوم کا استحضار آسانی سے کیا جاسکے۔ منظومات کی اس قسم کو شعر تعلیمی کہا جاتا ہے جو عباسی دورِ خلافت میں متعارف ہوا جب علوم و معارف میں ترقی ہوئی اور لوگوں کی توجہ سیکھنے اور یاد رکھنے کی طرف ہوئی جس کی وجہ سے منظومات کی ضرورت اور افادیت ظاہر ہوئی۔[4]

اور یہ بات بالکل عیاں ہے کہ طالبِ علم کے لیے یاد کرنا اور حافظہ کا مضبوط ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ایک باب "باب حفظ العلم" قائم کرکے اس میں تین احادیث ذکر کی ہیں۔[5]

علومِ شرعیہ میں منظومات کی اہمیت اور فوائد

سلفِ صالحین نے علومِ شرعیہ کی خدمت کے لیے اپنی جانیں کھپائی ہیں۔ دوسری صدی ہجری میں مختلف فنون میں تالیفات منظرِ عام پر آگئیں۔ علمانے علوم وفنون کو مختلف طریقوں سے مدون کرنا شروع کیا۔ کچھ لوگوں نے طویل کتابیں لکھیں اور بعض نے مختصر کتابیں لکھیں۔ اسی طرح نثری کتابوں کے ساتھ ساتھ منظومات کی صورت میں علوم وفنون کو مدون کیا گیا۔

علما کی ایک بڑی جماعت نے علومِ شرعیہ کو منظوم شکل میں ڈھالنے کی طرف توجہ دی؛ تاکہ ان کے قواعد و اصول کو یاد کرنے میں سہولت ہو۔ اصولِ فقہ جو کہ اصولوں پر مشتمل ہے اور ان کو مستحضر رکھنا منظومات کی صورت سہل ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اس فن کے لیے منظومات کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

علومِ شرعیہ میں منظومات کے فوائد واہمیت کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(الف): علومِ شرعیہ کے ابتدائی طلبہ کے لیے سہولت پیدا ہو جاتی ہے؛ کیوں کہ منظومات کی مدد سے علوم وفنون کی بنیادی تعریفات اور اصولوں کو یاد کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

(ب): منظومات کی تالیف کے ذریعے شرعی علوم کی خدمت میں ایک تنوع آجاتا ہے۔ خصوصاً مطولات کو منظوم کرکے تمام ابحاث کا استیعاب کیا جاتا ہے اور پھر ان منظومات کی شروحات سے مباحث کا مزید احاطہ ہو جاتا ہے۔

(ج): ایک فائدہ اور اہمیت یہ ہے کہ علوم کو نظم میں پرو کر ان کی تسہیل میں کردار ادا کیا جاتا ہے؛ تاکہ ان کو آسانی سے یاد کیا جاسکے۔

(د): کچھ منظومات میں ایسی کتابوں سے بھی علوم و مفاہیم لیے گئے ہیں جو مفقود ہیں اور وہ باتیں دوسری نثری کتابوں میں میسر نہیں ہوتیں۔[6]

اصولِ فقہ پر منظومات کے اثرات

ہر چیز کا کا کوئی نہ کوئی اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح منظومات کا بھی اثر ہے۔ چوں کہ یہ بحث اصول فقہ سے متعلق ہے اس لیے یہاں اصولِ فقہ کے منظومات کے اثرات کو بیان کیا جائے گا۔ منظومات مثبت اثرات ہیں جو کہ زیادہ ہیں اور قوی ہیں لیکن کچھ منفی اثرات بھی ہیں جن تذکرہ کیا جائے گا۔

مثبت اثرات

علوم کو نظم کی صورت میں ترتیب دینے کے پیچھے کچھ مثبت پہلو کارفرما ہیں اور ان کے حصول کے لیے علوم بالخصوص اصول، فقہ کو منظوم صورت میں مرتب کیا جاتا ہے۔

(1): اصول فقہ کے قواعد اور مسائل کو یاد کرنے میں آسانی پیدا کی جاسکے اور حسبِ ضرورت ان کا استحضار ہو سکے۔ مذاہب کے اختلافات کو اس میں شامل کیا جاتا ہے اور یہ ابتدائی اور اعلیٰ درجوں کے طلبہ، دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

(2): اس سے اصولِ فقہ کی ایک نئی جہت سے خدمت ہوتی ہے اور تنوع کی وجہ سے اس میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے اور اس کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔[7]

(3): منظومات علومِ شرعیہ کی خدمت کا ایک نیا طریقہ ہیں اور مختصر اور مطول ہر طرح کے منظومات سے اصول فقہ کی خدمت ہوتی ہے۔

(4): مختلف مذاہب کے متبعین فنون اور اپنے متعلقہ اصولوں کو نظم کی صورت میں مرتب کرتے ہیں۔ اور اس طرح سلفِ صالحین اور بڑے علما کی کتابوں کی خدمت ہوتی ہے۔[8]

منفی اثرات

منظومات کے منفی اس اثرات اس معنی میں نہیں ہیں کہ اس فن سے گریز کیا جائے یا اس کی ترویج کی حوصلہ شکنی کی جائے بلکہ اس معنی میں ہیں کہ اس باب میں جو غلط فہمی ہو سکتی ہے اس کا ازالہ کیا جا سکے اور جو کمی کوتاہی ان میں ہوں ان کا خاتمہ کیا جائے۔

(1): بعض منظومات میں وزنِ شعری درست کرنے یا کسی فصاحت و بلاغت کے اظہار کے لیے پیچیدہ اور غریب کلمات کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے اصل مفہوم سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(2): منظومات میں یہ دشواری رہتی ہے کہ ان میں علما کے اقوال، آرا اور دلائل شامل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(3): منظومات اور ان کی شروح کی کثرت علم اصول فقہ کی اصل مصادر کی طرف مراجعت کو کم کر دیا ہے۔ اسی بات کی طرف علامہ ابن خلدون نے بھی اشارہ کیا ہے کہ کثرتِ تآلیف تحصیل میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔(9)

(4): بعض منظومات میں اختصار میں مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو سمجھنا بے حد دشوار ہو جاتا ہے اور پہیلی بن کر رہ جاتے ہیں۔ اکثر چھوٹے قصیدوں میں یہ زیادہ ہوتا ہے۔(10)

اصول الفقہ کے منظومات کی اقسام

مختلف اعتبارات سے اصولِ فقہ لکھے گئے منظومات کی اقسام ہو سکتی ہیں۔ استقرا سے درج ذیل اقسام بیان کی جاتی ہیں۔

(الف): بہ اعتبار مباحثِ اصول کا استیعاب

اس اعتبار سے منظومات کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔

(1): ایک قسم وہ ہے جس میں اصول فقہ کے تمام مباحث کا استیعاب کیا گیا ہو جیسے ادلہ اربعہ، دلالاتِ نصوص، اجتہاد، تعارض اور ناسخ و منسوخ وغیرہ۔ اس کی مثال علامہ علوی شنقیطی کا منظومہ مراقی الصعود ہے۔(11)

(2): اس نوع کی دوسری قسم وہ منظومات ہیں جن میں تمام مباحث کا استیعاب نہیں کیا گیا ہو بلکہ اصول فقہ کی بنیادی اصطلاحات کو شامل کیا گیا۔ اس قسم کے منظومات متعلقہ فن کی بنیادی اصطلاحات کو یاد کرنے کے لیے مختصر متون سے مرتب کیے جاتے ہیں۔ اس کی مثالوں میں اصولِ اہل الظواہر میں ابن حزم کا منظومہ اور نظم الورقات للعمریطی ہیں۔(12)

(ب): بہ اعتبار اصولِ فقہ کی کتابوں سے ربط یا عدم ربط

منظوماتِ اصول فقہ کا نثری کتابوں سے مربوط ہونے یا مستقل ہونے کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

(1): پہلی قسم ان منظومات کی ہے جس میں کسی دوسری کتابوں کو ملحوظ نہ رکھا گیا ہو بلکہ ایک مستقل منظومہ ہو اور اپنے ناظم کی آرا پر بھی مشتمل ہو۔ اس قسم کی مثالوں میں شیخ عثیمین کا منظومہ اصول الفقہ ہے جس کے شروع میں انہوں صراحت کی ہے کہ اس کو انہوں نے کئی سالوں میں منظوم کیا ہے۔[13]

(2): ایک قسم وہ ہے جس میں ناظم کسی ایک متعین متن یا اصول فقہ کی کتاب کو سامنے رکھ کر اسی پر اعتماد کر کے اسی کے نہج پر اپنا منظومہ تیار کرتا ہے۔ جیسا کہ علامہ برماوی نے اپنے شیخ زرکشی کی کتاب البحر المحیط کے نہج پر منظومہ تیار کیا ہے۔ اسی طرح علامہ سیوطی نے الکوکب الساطع کے نام سے منظومہ لکھا ہے جس میں ابن السبکی کی کتاب جمع الجوامع کو منظوم کیا ہے۔

(3): تیسری قسم وہ ہے جس میں مؤلف اپنے نظم میں کئی کتب کی طرف مراجعت کر کے ان کی روشنی میں اپنے منظومے کو مرتب کرتا ہے اور ان تمام کتابوں کا خلاصہ منظوم صورت میں پیش کرتا ہے۔ اس کی مثال ابن مطیر حکمی کی کتاب سلم الوصول الی علم الاصول اور شیخ حافظ حکمی کا منظومہ وسیلۃ الحصول جن میں انہوں نے مختلف اصول کی کتابوں کو جمع کیا ہے۔[14]

(ج): بہ اعتبار طوالت

اصول فقہ کے منظومات کو طویل یا قصیر ہونے یا کثرت یا قلتِ اشعار کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(1): ایک قسم ان طویل منظومات کی ہے جس میں اشعار کی تعداد (150) سے زیادہ ہو۔ اس قسم کی مثالوں میں ابن عاصم کی مہیع الوصول الی علم الاصول ہے جو (1004) اشعار پر مشتمل ہے۔[15]

(2): اس قسم میں وہ منظومات شامل ہیں جن میں ابیات کی تعداد (150) سے زیادہ نہ ہو۔ اس کی مثالوں میں منظومہ ابن حزم، جو کہ (60) ابیات پر مشتمل ہے، اور منظومہ ابن مطیر حکمی، جو کہ (99) ابیات پر مشتمل ہے، شامل ہیں۔ اسی طرح زیرِ بحث منظومہ ابن الشحنہ حلبی بھی اسی قسم میں شامل ہے۔[16]

(د): بہ اعتبار قافیہ

منظومہ شروع کرتے ہوئے ناظم اس بات کا بھی خیال رکھتا ہے کہ وزنِ شعری کے بحور میں سے وہ کس قافیہ پر اپنے اشعار مرتب کرے گا۔ استقرا سے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(1): وہ منظومات جو متعدد قافیہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور بحرِ رجز پر منظوم ہوتے ہیں۔ اس کی مثالوں میں سے ابن بدران کا منظومہ رشف الشمول ہے۔ اس منظومہ کے کچھ ابیات یہ ہیں:

و النص مالا غير معني يحتمل وظاهر لاثنين أضحي يشتمل
لكن أمرا أظهر من آخر نحو: نظرت أسدا بالباصر
فإن ترد به الشجاع المفترس فذاك تأويل و ظاهر فقس[17]

(2): دوسری قسم میں رجز کے علاوہ دوسرے کسی بحر پر ہوگا اور قافیہ بھی یکساں ہوگا۔ جیسا کہ منظومہ ابن حزم ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے:

تعدى سبيل الرشد من جار واعتدى وضاء له نور الهدي فتبلدا
وخاب امرؤ وافاه حكم محمد فقال بآراء الرجال و قلدا[18]

(ہ): بہ اعتبار مذہب

اس قسم کے اعتبار سے بھی منظومات کی دو قسمیں ہیں۔

(1): بعض منظومات کسی ایک فقہی مذہب کے اصول پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جیسے مالکی اصول پر منظومہ ابن ابی کف ہے۔[19]

(2): دوسری قسم وہ ہے جس میں کسی خاص مذہب کے اصولوں کو اختصاص کے ساتھ منظوم نہیں کیا جاتا بلکہ ان میں کسی خاص مذہب سے قطع نظر اصول فقہ کو منظوم اور سہل کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال حافظ حکمی کا منظومہ وسیلۃ الحصول الی مہمات علم الاصول ہے۔[20]

علامہ ابن الشحنہ کا تعارف

نام، لقب اور نسبت

آپ کا پورا نام قاضی محب الدین ابو الولید محمد بن محمد بن محمد بن محمود بن غازی بن ایوب بن محمود بن ختلو ہے۔ آپ ترکی الاصل تھے اور حنفی عالم تھے اور حلب سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن الشحنہ سے معروف تھے۔

شحنہ ترکی لفظ ہے جس کا معنی ہے "پولیس کا سربراہ"۔ علامہ ابن الشحنہ اپنے جدِ امجد حسام الدین محمود بن ختلو کی نسبت سے اس لقب سے مشہور تھے، وہ حلب میں پولیس آفیسر اور سربراہ تھے۔[21]

ولادت اور پرورش

علامہ ابن الشحنہ حلبیؒ 749 ہجری کو شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد واجد کی سربراہی میں وہیں پرورش پائی۔ ان کے والد اس وقت کے بڑے علما میں سے تھے۔ علامہ حلبیؒ نے قرآن مجید حفظ کیا اور بعض علمی متون کو یاد کرلیا۔ علمی میدان میں محنت کی اور حلب کے اور باہر سے آنے والے شیوخ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

ابن الشحنہؒ نے علمی پیاس بجھانے کے لیے اپنے والد کی زندگی میں ہی دمشق اور قاہرہ جیسے مختلف شہروں کا سفر کیا اور وہاں کے بہت سے علما سے علمی پیاس بجھائی اور جلد ہی انہوں نے علمی مہارت حاصل کی اور کم عمری میں ہی ان کو تدریس اور افتا کی اجازت مل گئی۔[22]

علامہ حلبیؒ کی دینی خدمات اور مناصب

علامہ حلبیؒ تدریس اور افتا کے میدان بہت سی خدمات انجام دی اور سرکاری عہدوں میں بھی کام کیا۔ کئی مرتبہ حلب کے قاضی مقرر ہوئے۔ دمشق اور قاہرہ میں قاضی کے طور فرائض انجام دیے۔ حلب، دمشق اور قاہرہ میں تدریس اور افتا کی خدمات انجام دیں۔[23]

آزمائشیں

علامہ محب الدین ابن الشحنہؒ کو اپنی زندگی میں کئی آزمائشوں کا سامنا ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں نجات بخشی۔ ایک قصہ یہ ہے کہ 793ہجری میں برجی خاندان کا بادشاہ سیف الدین ظاہر برقوق نے ان کو قید کر لیا اور ان کو لے کر قاہرہ آگئے اور ان کو اور علاء الدین علی البیری کو ایک گورنر کے حوالے کر دیا، علی البیری قاہرہ کے گورنر کے ہاتھوں قتل ہوئے اور ابن الشحنہ چھوٹ گئے۔

اسی طرح 813ہجری میں فرج بن برقوق نے ابن الشحنہ اور دوسرے کو فقہا کو قید کر لیا اور قتل کرنے کی نیت سے ان کو دمشق لے گیا: کیونکہ ان کو فرج بن برقوق سے اختلاف تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان بچالیا۔[24]

ایک اور بڑی آزمائش پیش آئی جس میں وہ ثابت قدم رہے اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ 803ہجری کو جب تیمور لنگ حلب پر حملہ کیا اور اس میں فساد برپا کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں کو قتل کیا، اس وقت اس نے حلب کے علما اور قاضیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے کہا کہ میں تم سے ایک سوال پوچھنے والا ہوں، اس کا جواب تم میں سے سب سے زیادہ علم والا دے گا، تو دوسرے علما نے ابن الشحنہ کو سوال کے جواب کے لیے منتخب کیا؛ کیوں کہ وہ مختلف شہروں کے مدرس اور مفتی تھے۔ تیمور لنگ کی سازش ہوتی تھی کہ وہ اس قسم کے سوالات کر کے ان کے قتل یا سزا کا بہانہ ڈھونتا تھا۔

تیمور نے یہ سوال کیا کہ تیمور کے لشکر اور اہلِ حلب کے مقتولین میں سے کون شہید ہے؟ تو اسی اللہ تعالیٰ نے ان دل میں یہ بات ڈال دی اور انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

(من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله) [25]

(ترجمہ: جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ کا بول ہی بالا ہو، تو وہی فی سبیل اللہ لڑتا ہے۔)

اور جو ہم میں اور تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نام کی سربلندی کے لیے لڑا ہے وہ شہید ہے۔ تیمور نے ابن الشحنہ کے اس جواب کو پسند کیا اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔[26]

علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ اس سوال سے تیمور لنگ کا مقصد صرف اور صرف ان علما کو قتل کرنا تھا جیسا کہ اس عادت رہی ہے۔ اگر وہ لوگ یہ جواب دیتے کہ ان کے ساتھی یعنی اہل حلب حق پر ہیں تو وہ اس کی سزا سے نہ بچ سکتے۔ اور اگر وہ یہ کہتے کہ تیمور حق پر ہے تو وہ اس کے ظلم کے لیے جواز فراہم کرتے اور اپنے آپ کو قتل کروا دیتے۔ اسی لیے علامہ شوکانی ابن الشحنہ کے جواب کے بعد فرماتے ہیں کہ

(ولله دره فلقد لقن الصواب وجاء بمالم يكن في حساب)[27]

(ترجمہ: اللہ انہیں نوازے، ان کو ٹھیک بات سجھائی گئی اور ایسا جواب پیش کیا جو کسی کے خیال میں بھی نہیں تھا۔)

عظیم مؤرخ تقی الدین مقریزی کہتے ہیں کہ اس واقعے میں ابن الشحنہ ایسے مقام پر کھڑے ہیں جس سے دوسرے علما عاجز ہیں اور اس سے تعجب کے شکار ہیں۔[28]

ابن الشحنہ حلبیؒ کے بارے میں علما کے اقوال

(1): علامہ ابن حجر عسقلانی ان کو علامہ اور امام کے لقب سے پکارتے ہیں۔ ان کے والد کمال الدین کے حالات لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

(وأنجب ابن الشحنة ولده الإمام العلامة محب الدين قاضى حلب)[29]

(ترجمہ: ابنِ شحنہ نے اپنے بیٹے امام علامہ محب الدین کو پیدا کیا، جو حلب کے قاضی تھے۔)

(2): ابن خطیب ناصریہ ان کے بارے میں کہتے ہیں:

(شيخنا وشيخ الإسلام كان إنسانا حسنا عاقلا دمث الأخلاق حلو النادرة عالي الهمة إماما عالما فاضلا ذكيا له الأدب الجيد والنظم والنثر الفائقان واليد الطولى في جميع العلوم) [30]

(ترجمہ: ہمارا شیخ اور شیخ الاسلام ایک خوبصورت انسان تھے، عقل مند، خوش اخلاق، نرم مزاج، بلند حوصلہ، امام، عالم، فاضل اور ذہین تھے۔ ان کے پاس اچھا ادب، شاندار نظم اور نثر کی مہارت تھی، اور وہ تمام علوم میں مہارت رکھتے تھے۔)

(3): علامہ برہان الدین حلبی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

(مهر في الفقه والأدب والفرائض مع جودة الكتابة ولطف المحاضرة وحسن الشكالة يتوقد ذكاء وله تصانيف لطاف)

(ترجمہ: ابن الشحنہ فقہ، ادب اور فرائض میں ماہر تھے، ان کی تحریر بہترین، تقریر نرم اور دلنشین، اور شکل خوشگوار تھی۔ ان میں زبردست ذہانت تھی اور ان کی تصانیف بہت ہی دلکش اور خوبصورت تھیں۔)

(4): علامہ شوکانیؒ ابن الشحنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

(وبالجملة فهو من أفراد الدهر علما وفصاحة وعقلا ورياسة)[31]

(ترجمہ: الغرض وہ علم، فصاحت، عقل اور سرداری کے اعتبار سے زمانے کے لوگوں میں تھے۔)

ابن الشحنہ حلبیؒ کی تصنیفات

(1): «ألفية رجز»، یہ دس علوم پر مشتمل ہے جن میں فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر اور علم معانی وغیرہ ہیں۔

(2): الفیہ جس میں علامہ نسفی کے منظومہ کو مختصر کیا ہے اور اس میں امام احمد بن حنبل کا مذہب بھی شامل کیا ہے۔

(3): علمِ فرائض میں ایک الفیہ لکھا ہے۔

(4): روض المناظر في علم الأوائل والأواخر، یہ کتاب تاریخ میں ہے۔

(5): أوضح الدليل والأبحاث فيما يحل به المطلقة بالثلاث

(6): الآمالی، یہ حدیث میں ہے، جو کہ ستر مجلسوں کے امالی ہیں۔

(7): اقتطاف الأزاهر في ذيل روض المناظر، یہ روض المناظر کا ضمیمہ ہے۔

(8): تفسير غريب القرآن العظيم، اس کی تکمیل نہیں کر پائے۔

(9): تنویر المنار۔

(10): الرحلة القسرية بالديار المصرية۔

(11): المنظومة الحلبية في السيرة النبوية، یہ سیرت میں منظومہ ہے جس کی ان کے پوتے ابو البرکات نے شرح لکھی۔

(12): شرح الکشاف، یہ تفسیر کشاف کی شرح ہے، اس کو بھی مکمل نہیں کر پائے۔

(13): عقیدۃ کے نام سے قصیدہ بائیہ لکھا ہے۔

(14): المبتغی، روض المناظر کی انتہائی اختصار ہے۔

(15): مختصر فی الفقہ، یہ کتاب اپنے بیٹے کے لیے تصنیف کی ہے، جس میں جو باتیں شامل ہیں جن سے مطولات خالی ہیں۔

(16): منظومة بائية في علم الكلام۔

(17):منظومة في علم المعاني والبيان والبديع۔

(18):الموافقات العمرية للقرآن الشريف، یہ حضرت عمرؓ کے ان فیصلوں سے متعلق ہے جن کی موافقت میں وحی نازل ہوئی۔

(19):منظومة في الطب۔[32]

ان کے علاوہ ابن الشحنہ حلبیؒ کے دوسرے قصیدے اوراشعار بھی ملتے ہیں۔ بدر الدین تاسی کی طرف نو اشعار بھیجے جو انگور کی پہیلی تھے۔ علامہ ابن حجرؒ کو میراث سے متعلق اپنی ایک پہیلی سنائی تو انہوں نے اس کا جواب دے دیا۔ شمس الدین ابن الجزری نے ان کی طرف ہاتھی سے متعلق پہیلی بھیجی تو انیس اشعار میں اس کا جواب دیا۔[33]

وفات

علامہ ابن الشحنہ حلبیؒ 12 ربیع الاول بروزِ جمعہ، 815 ہجری کو چھیاسٹھ سال کی عمر میں حلب میں وفات پا گئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد ایک جم غفیر نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔[34]

منظومة فى أصول الفقه لابن الشحنة: تعارفی تجزیہ

منظومہ کے نام کی تحقیق

علامہ ابن الشحنہؒ نے اپنے منظومے کو کسی مخصوص نام سے موسوم نہیں کیا۔ جن حضرات نے ابن الشحنہؒ کے حالات لکھے ہیں انہوں نے بھی ابن الشحنہ کی تصنیفات میں مذکورہ منظومہ کو کسی متعین نام کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔

ابن الشحنہؒ کے منظومہ کے نام کے بارے میں دو باتیں ہو سکتی ہیں۔

ایک یہ کہ ابن الشحنہؒ نے جو علومِ عشرہ میں جو الفیہ منظوم کیا ہے اس میں ہر علم کے شروع میں عنوان کے طور پر یوں لکھا ہے:(مائة بيت فى الفقه)اور (مائة بيت فى الفرائض) اور (مائة بيت فى أصول الفقه)۔

لیکن ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد کوئی نام متعین کرنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد اس موضوع کی نشاندہی کرنا ہوتی ہے جس میں نظم شروع ہو رہی ہو۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جن علما نے ان کے حالات لکھے ہیں انہوں نے ان کی تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے یہی لکھا ہے کہ (ألفية رجز تشتمل على عشرة علوم)[35] یا یہ کہا ہے کہ(أنه نظم ألف في عشرة علوم)[36]۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ ان حضرات نے پورے الفیہ کا کوئی متعین نام ذکر نہیں کیا، صرف اصول فقہ کے منظومہ کا نام تو دور کی بات ہے۔

سابقہ بحث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس منظومہ پر دلالت کے لیے (منظومة فی أصول الفقه لابن الشحنة) کہنا کافی ہے۔(37)

منظومہ کی نسبت علامہ ابن الشحنہ کی طرف ہونے کی توثیق

جو کچھ پیچھے گزر چکا اس سے منظومہ کا ابن الشحنہ حلبیؒ کی طرف منسوب ہونا معلوم ہو چکا ہے۔ کچھ اور علامات ہیں جن کی بنا پر منظومے کی نسبت علامہ حلبی کی طرف ہونے کی توثیق ہوتی ہے۔

ان میں سے ایک بات ہے کہ علوم عشرہ، جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے، میں ابن الشحنہ نے اپنا نام، کنیت اور لقب ذکر کیا ہے۔

چناں چہ علم فرائض کے منظومہ میں کہتے ہیں:

قال محمد هو ابن الشحنة الحمد لله ولی النعمة (38)

اصول فقہ کے منظومہ کے ابتدا میں لکھتے ہیں:

يقول عبد ربه اللطيف محمد بن الشحنة الحنيفی (39)

علم نحو میں اپنے منظومے کے آغاز میں لکھتے ہیں:

قال محمد أبو الوليد من بعد حمد ربه المجيد (40)

مذکورہ بالا تین اشعار میں محمد، ابن الشحنہ اور ابو الولید کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور علامہ حلبیؒ کے خاندان میں مصنف کے علاوہ کوئی ان ناموں سے موسوم نہیں ہے۔(41)

منظومہ کے مخطوطے

ابن الشحنہؒ کے منظومہ کے دو مخطوطے میسر ہوئے جن کی تحقیق شیخ ثامر بن عبد الرحمٰن، استاذ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے ایک بحث کی شکل میں کی ہے اور الحکمہ مجلہ میں شائع ہوئی۔

پہلا نسخہ:

ایک نسخہ جامعہ ازہر کے مخطوطات کی ویب سائٹ پر رقم 45417 میں موجود ہے۔ یہ نظم ساڑھے تین صفحات (تختیوں) پر مشتمل ہے۔

اس مکتبہ میں مخطوطات کی تختیوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں سے یہ منظومہ (56-59) نمبر کی تختیوں میں اور (17) سطروں میں مشتمل ہے۔ اور یہ تحریر فارسی رسم الخط میں لکھی ہوئی ہے۔ اس نسخے کے لیے محقق نے (ھ) کا رمز استعمال کیا ہے۔

دوسرا نسخہ:

دوسرا خطی نسخہ ترکی کے مکتبہ فیض اللہ میں رقم: 662 میں موجود ہے۔ یہ ابن الشحنہ کے دس منظومات کا مجموعہ ہے جو کہ منظومات کے مجموعے کا حصہ ہے اور (57-94) رقم لوحات میں درج ہے۔ اس کے شروع میں یہ عنوان (عشر منظومات لابن الشحنہ، وھی الف بیت) درج ہے۔ اور اصول الفقہ کا مجموعہ رقم (73-76) تختیوں پر موجود ہے۔ سترہ سطروں پر موجود ہے۔ محقق نے اس نسخے کے لیے (ف) کا رمز استعمال کیا ہے۔[42]

منظومہ فی اصول الفقہ کا مصدر

مصنفؒ نے کہیں بھی یہ صراحت نہیں کی کہ ان کے منظومے کا مصدر کیا ہے اور انہوں نے اصولِ فقہ کی کس کتاب پر اعتماد کیا ہے۔ لیکن منظومہ کے مضامین اور ترتیب سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہ منظومہ علامہ نسفیؒ[43] (710ھ) کی کتاب "المنار" کا خلاصہ لیا ہے اور اس کو نظم کی صورت میں ڈھالا ہے۔ اور اس رائے کا قرینہ دو باتیں ہیں:

ایک یہ کہ حنفی اصول فقہ کی کتابوں پر غور وفکر کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ علامہ نسفی کی کتاب "المنار" سب سے زیادہ اس منظومہ کے قریب ہے یہاں تک اگر کوئی منظومہ کی شرح کرنا چاہے تو اس کو المنار سے کافی مدد ملے گی۔

دوسرے یہ کہ علامہ حلبیؒ کے شاگردوں میں سے علامہ ابن الہام بھی ہیں اور انہوں نے علامہ حلبیؒ سے المنار کی ایک شرح پڑھی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس زمانے میں اصول فقہ میں متداول کتاب المنار تھی۔

علامہ ابن الشحنہؒ اپنے منظومہ کے اکثر موضوعات میں متن المنار کی موافقت کی ہے۔ البتہ پانچ مباحث میں تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے المنار سے یکسانیت نہیں ہے۔

(1): علامہ ناظمؒ "باب الاعمال بالنصوص" کو سنت کے بعد ذکر کیا ہے جبکہ علامہ نسفیؒ نے المنار میں اس باب کو سنت سے پہلے ذکر کیا ہے۔

(2): علامہ حلبیؒ نے منظومہ "باب الاسباب، العزیمۃ والرخصۃ" کو سنت کے بعد ذکر کیا ہے جبکہ المنار میں اس باب کو سنت سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

(3): علامہ حلبیؒ نے "الاسباب" کو "رخصت وعزیمت" سے پہلے بیان کیا ہے جبکہ "المنار" میں اس کا برعکس کیا گیا ہے۔

(4):بیان اور تعارض کے باب میں منظومہ میں بیان کو مقدم کیا گیا ہے جبکہ "المنار" میں بیان مؤخر کیا گیا ہے۔
(5):منظومہ میں "حروف المعانی" کو آخر میں لایا گیا ہے جبکہ "المنار" میں حقیقت اور مجاز کے بعد بیان کیا گیا ہے۔[44]
کتبِ حنفیہ میں سے المنتخب للاخثیکسی[45] اور المغنی فی اصول الفقہ للخبازی[46] میں حروف المعانی کو آخر میں ذکر کیا گیا ہے۔

منظومہ میں ابن الشحنہ حلبی کا منہج

منظومہ میں علامہ ابن الشحنہ حلبیؒ نے جو اسلوب منہج اختیار کیا ہے اشعار کی ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اشعار کے نمبروں کے ساتھ ان میں جو مضامین و اصول بیان ہوئے ہیں ان کو بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد آخر میں بطورِ نمونہ ابتدائی چند اشعار کا ترجمہ اور تشریح کی جائے گی۔

(1-2): میں ناظمؒ نے خطبہ بیان کیا ہے۔

(3): میں علامہ حلبیؒ نے اصولِ اربعہ بیان کیا ہے۔ وہ کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور اجماع ہیں۔ اور قیاس ان تینوں کا فرع ہے۔

(4-8): ان اشعار میں نظم اور معنی کی اقسام بیان ہوئی ہیں۔ یہ پانچ تقسیمات ہیں اور ہر تقسیم کے ذیل میں چار قسمیں ہیں جیسا کہ آگے اگلے اشعار میں ذکر کی جاتی ہیں۔

(5-34): صیغہ اور لغوی اعتبار سے لفظ کی قسمیں: خاص (اس کی قسموں میں امر اور نہی ہیں)، عام، مشترک اور مؤول ہیں۔

(35-37): نظم کی ذریعے واقع شدہ بیان کی اقسام: ظاہر، نص، مفسر ار محکم ہیں۔ ان چاروں کے مقابلے میں چار قسمیں خفا کے اعتبار سے خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ ہیں۔

(38-44): ان سات اشعار میں نظم کے استعمال کی کیفیت اور قسم بیان ہوئی ہے۔ اس قسم میں حقیقت، مجاز، صریح اور کنایہ شامل ہیں۔

(45-46): اشعار میں معانی اور مراد سے واقفیت کی صورتوں کا بیان ہے۔ ان میں عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص سے استدلال شامل ہیں۔

(47-48): ان میں ایک پانچویں قسم کی طرف اشارہ جو سابقہ چار قسموں کو شامل ہے۔ یہ بھی چار ہی ہیں۔ ان چاروں استدلات کی جگہیں پہچاننا، ان کی ترتیب، ان کے معانی اور ان کے احکام پہچاننا پانچوں قسم میں شامل ہیں۔

(49-53): ان اشعار میں سنت ﷺ کا بیان ہے۔

(54-57): ان میں باب الاِعمال بالنصوص کو بیان کیا گیا ہے۔

(58-61): ان اشعار میں اسباب، رخصت اور عزیمت کا بیان ہے۔

(62-67): میں بیان اور تعارض کا بیان ہے۔

(68-70) میں اجماع کو ذکر کیا گیا ہے۔

(71-84): ان اشعار میں قیاس بیان کیا گیا ہے۔ انہیں میں استحسان اور اس کی اقسام کے بیان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

(85-89): میں سابقہ اصولوں سے ثابت شدہ احکام کو ذکر کیا ہے۔

(90-93): میں اہلیت اور اس کے عوارض کا بیان ہے۔

(94-100): حروف المعانی کا بیان ہے۔

(101): اس میں اختتامی شعر ہے۔

منظومہ ابن الشحنہؒ کے چند اشعار بطور نمونہ

(1):يَقُولُ عَبْدُ رَبِّهِ اللطيف مُحَمَّدٌ (ابْنُ) الشَّحْنَةِ الْحَنِيفِي

ترجمہ: اپنے مہربان پروردگار کا بندہ، محمد بن الشحنہ حنفی کہتا ہے

(8):لِلّهِ حَامِدًا، مُصَلِّيًا على رسوله، مسلما، مُحسبلا

ترجمہ: اللہ تعالی کی حمد بیان کرتے ہوئے، اس کے رسول پر سلام بھیجتے ہوئے، یہ کہتے ہوئے کہ: اللہ ہی میرے لیے کافی ہے۔

(3):أصول الأحكام: كتاب سنة إجماع، القياس (فرعهنه)

ترجمہ: احکامِ شریعت کے اصول کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع ہیں، قیاس ان کا فرع ہے۔

کتاب، سنت اور اجماع اصل ہیں اور قیاس ان تینوں کا فرع ہے۔ علامہ نسفی نے متن میں اور ملا جیون شرح نور الانوار میں یہی بات لکھی۔ چنانچہ نور الانوار میں لکھتے ہیں:

(**والأصل الرابع** أي الأصل الرابع بعد الثلاثة للأحكام الشرعية، هو القياس---)[47]

(4):وَبِاعْتِبَارِ النظم والْمَعْنَى إِلَى أَرْبَعَةِ يَنْقَسِمُ النَّص اعقلا

ترجمہ: سمجھ لو کہ نظم اور معنی کے اعتبار سے نص کی چار قسمیں ہیں۔

(5):وجوه صيغة، وَهُنَّ أَرْبَعُ خَاصٌ ، (وَذَاكَ: مَا لِمَعْنَى يُوضَعُ)

(6):عَلَى الْفِرَادِهِ يَجِيء نوعا جنسًا، وَعَيْنًا، وَيُفِيدُ قَطْعا

ترجمہ: ایک قسم صیغے کی انواع کے اعتبار سے ہے اور اس کی چار قسمیں ہیں: ایک خاص ہے اور وہ جسے منفرد طور پر کسی ایک مخصوص معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ یہ نوع، جنس اور فرد تینوں قسموں پر ہے اور یہ قطعیت اور یقین کا فائدہ دیتا ہے۔

(تشریح: اس میں صیغہ کے اعتبار سے نظم کی تقسیم بیان کی ہے۔ اس اعتبار سے نظم کی چار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک خاص ہے جس کی تعریف کی ہے۔ باقی تین: عام، مشترک اور مؤول ہیں۔

اور پھر خاص کی تین قسمیں ذکر کی ہیں: خاص النوع جیسے آدمی، خاص الجنس جیسے انسان اور خاص العین یا خاص الفرد جیسے زید اور اس کے بعد خاص کا حکم بیان کیا ہے کہ یہ قطعیت کا فائدہ دیتا ہے۔)[48]

(7): فَلَيْسَ لِلْبَيَانِ بِالْمُحْتَمِلِ وَالأَمْرُ مِنْهُ، وَهُوَ: قَوْلُكَ افْعَلِ

(8): مُسْتَعْلِيا، وَخُصَّهُ بِصِيغَتِهِ وَبِالْوُجُوبِ (أو بِذِي) قَرِينَتِهِ

ترجمہ: پس (خاص) بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ اور امر خاص کی قسم ہے اور اپنے آپ کو برتر کو گردانتے ہوئے آپ کا اِفعل کے وزن پر فعل کہنا امر ہے۔ اور مدلولِ امر کو اس کے صیغے اور وجوب کے ساتھ کر دیا یا قرینہ والے مدلول کے ساتھ۔

تشریح:

اس شعر میں علامہ حلبیؒ فرماتے ہیں کہ خاص بیان کا احتمال نہیں رکھتا اور خاص کی اقسام میں سے امر بھی ہے۔ امر کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ افعل کے وزن پر اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے کہا جائے تو یہ امر ہے۔ اور امر کا مدلول صیغہ اور وجوب کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر وجوب کے علاوہ کسی اور معنی کے لیے ہو تو وہ قرینہ کی موجودگی میں ہو گا۔ علامہ ابن الشحنہ حلبیؒ منظومہ کے آخری شعر میں کہتے ہیں:

وتم فی الأصول للفقه مية و هي لآلاف الفروع مُنمية

ترجمہ: فقہ کے اصولوں کے متعلق سو اشعار پورے ہو گئے اور یہ اصول ہزاروں فروع کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔

نتائج بحث

زیرِ نظر بحث سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(1): علوم و معارف کو یاد کرنے اور مستحضر رکھنے میں منظومات کا بڑا کردار ہے۔ نثر کے مقابلے میں نظم کو یاد کرنا نہایت سہل ہے۔

(2): علومِ شرعیہ میں سے بالخصوص اصولِ فقہ کے قواعد کو یاد کرنے کے لیے منظومات بے حد مؤثر ہیں۔

(3): منظومات میں ایک متنوع طریقے پر علوم و معارف کو پیش کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان میں دلچسپی زیادہ ہوتی ہے۔

(4): علامہ ابو الولید محمد بن محمد بن الشحنہؒ آٹھویں صدی ہجری کے بڑے عالم، فقیہ اور قاضی گزرے ہیں جن کی کئی اہم نثری اور منظومات کی صورت میں تصانیف ہیں۔

(5): علامہ حلبیؒ کی تصنیفات میں سے ایک اہم تصنیف حنفی اصولِ فقہ پر ان کا م منظومہ ہے جو 101 اشعار پر مشتمل ہے۔

(6): قرائن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ علامہ حلبیؒ کا منظومہ علامہ نسفی کا متن المنار پر مبنی ہے۔

تجاویز

منظومات کی اہمیت سابقہ بحث سے معلوم ہو چکی ہے۔ قریباً تمام علوم میں منظومات مرتب کیے جا چکے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان منظومات پر تحقیق کی جائے۔ جو منظومات مخطوطات کی شکل میں ہیں ان کی طباعت کا اہتمام کیا جائے۔ کچھ مطبوعہ منظومات ایسے بھی ہیں جن پر مزید تحقیق و شرح کی ضرورت تاکہ ان سے استفادہ کیا جا سکے۔

الغرض جو اہتمام نثری تالیفات کا کیا جاتا ہے ایسا ہی اہتمام منظومات کا بھی کیا جائے تاکہ جو فوائد منظومات کے ذکر ہوئے ہیں وہ بطریقِ احسن حاصل ہو سکیں۔

مصادر و مراجع

(1): ا لقزويني، أحمد بن فارس بن زكريا اا الرازي، معجم مقاييس اللغة،دار الفكر،1979م،ج5،ص443۔

(2): النملة، عبد ا لعزيز بن عبد الله، منظومات أصول الفقه،Australian Islamic Library ص7۔

(3): صلاحين، عبد المجيد، ظاهرة نظم المتون الفقهية، مجلة الشريعة و الدراسات الإسلامية بالكويت، ع58، ص304۔

(4): الغنيمان، حسان بن عبد الله ، المنظومات النحوية وأثرها في تعليم النحو، الرياض، ص14۔

(5): البخارى ، ابو عبد الله محمد بن إسماعيل، الجامع الصحيح، باب ما جاء في كفارة المريض، دمشق، دار ابن اكثير 1414ھ ، ط 5،ج1،ص55۔

(6): النملة، عبد ا لعزيز بن عبد الله، منظومات أصول الفقه،Australian Islamic Library ص7۔

(7): أيضا

([8]) : صلاحين، عبد المجيد، ظاهرة نظم المتون الفقهية، مجلة الشريعة و الدراسات الإسلامية بالكويت، ع58، ص321۔

([9]) : ابن خلدون ، عبد الرحمن، تاريخ بن خلدون، لبنان، بيروت، دار الفكر،1981ء، ط1، ج1،ص728۔

([10]) : صلاحين، عبد المجيد، ظاهرة نظم المتون الفقهية، مجلة الشريعة و الدراسات الإسلامية بالكويت، ع58، ص321۔

([11]) : العلوى الشنقيطي، عبد الله بن إبراهيم، نشر البنود علي مراقي السعود، مكتبة فضالة بالمغرب، ج1،ص8۔

([12]) : العمريطي، شرف الدين يحي بن موسي، (تحقيق: محمد سعيد البحيري) ص ص24۔

([13]) : العثمين، محمد بن صالح، منظومة أصول لفقه و قواعده، السعودية، دار ابن الجوزي، ص28۔

([14]) :النملة، عبد ا لعزيز بن عبد الله، منظومات أصول الفقه،Australian Islamic Library ص17۔

([15]) : الأندلسي، أبوبكر محمد بن عاصم، مهيع الوصول في علم الأصول، الرياض، دار المعلمة للنشر و التوزيع، ص10۔

([16]) : الحلبى، محمد بن محمد ابن الشحنه، منظومه فى اصول الفقه (تحقيق: ثامر بن عبد الرحمن)، مجلة الحكمة، العدد59، ص؛268۔

([17]) : الحنبلي، احمد بن بدران، رشف الشمول من علم الأصول، دمشق ، دار النشر، ص21 ۔

([18]) : ابن حزم، نظم ابن حزم ، مجلة معهد المخطوطات العربية،148/21۔

([19]): ابن ابي كف، احمد بن محمد، نظم في أصول الفقه المالكي، نسخة مصححة علي نسخة الشيخ عليوي، ص 3۔

([20]) : الحكمى، حافظ بن أحمد، وسيلة الحصول إلي مهمات الأصول، دار الميراث النبوي للنشر و التوزيع،ص5۔

([21]): العسقلاني، ابن حجر شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد ،إنباء الغمر بأبناء العمر، مصر، القاهره، لجنة إحياء التراث الإسلامي1994م، ج2،ص534۔

([22]): الشوكانى، محمد بن على، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، لبنان ، بيروت، دار المعرفة، ج2،ص264۔

([23]): الحلبى، محمد بن محمد ابن الشحنة، مائة المعاني و البيان، (تحقيق: جائف النبهان)، الكويت ،دار الظاهرية، 2018م، ص8۔

([24]): الظاهرى،يوسف ابن تغري بردي، النجوم الزاهرة فى ملوك مصر و القاهرة، مصر، دار الكتب، ج14، ص115۔

(25) : النيشابوري، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، باب وجوب قرأة الفاتحة في كل ركعة، تركيا، دار الطباعة العامرة،1334ھ ج6، ص46۔

(26) : ابن الشحنه الحلبی، محمد بن محمد، رروض المناظر في علم الأوائل و الأواخر، لبنان، بيروت، دار الكتب العلمية ، ص299۔

(27) : الشوكانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، لبنان ، بيروت، دار المعرفة، ج2،ص264۔

(28): المقريزی،تقی الدين أحمد بن علی، درر العقود الفريده فی الآعيان المفيده، دارالغرب الإسلامی، ج3، ص111۔

(29): العسقلاني، آحمد بن علی ابن حجر، الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة ، لبنان، بيروت، دار إحياء التراث العربي، ج4،ص238۔

(30) : السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، لبنان، بيروت، دار مكتبة الحياة، ج10، ص5۔

(31) : الشوكانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، لبنان ، بيروت، دار المعرفة، ج2،ص264۔

(32): الطرابلسی، ابن عبد الحق العمری، درر الفرائد المستحسنة في شرح منظومة ابن الشحنة،لبنان، بيروت، دار بن حزم، 2018م،ط1،ص5۔

(33) :السخاوی، الامام عبد الرحمن، الذيل علی رفع الإصر،ص411۔

(34) : الحلبی، محمد بن محمد ابن الشحنة، مائة المعاني و البيان، (تحقيق: جائف النبهان)، الكويت ،دار الظاهرية، 2018م، ص8۔

(35) : العسقلاني، ابن حجر شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد ،إنباء الغمر بأبناء العمر، مصر، القاهره، لجنة إحياء التراث الإسلامي1994م، ج2،ص536۔

(36) :ا لسخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، لبنان، بيروت، دار مكتبة الحياة، ج10، ص5۔

(37): الحلبی، محمد بن محمد ابن الشحنه، منظومه فی اصول الفقه (تحقيق: ثامر بن عبد الرحمن)، مجلة الحكمة، العدد59، ص؛247۔

(38): الحلبي، ابن الشحنة، الأرجوزة الفرضية في علم الفرائض، دار الصالح، بيت1۔

(39) : الحلبی، منظومة فی اصول الفقه ، بيت 1۔

(40): الحلبی، محمد بن محمد ابن الشحنه، منظومه فی اصول الفقه (تحقيق: ثامر بن عبد الرحمن)، مجلة الحكمة، العدد59، ص؛253۔

(41) :ا لسخاوی، محمد بن عبد الرحمن، الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، لبنان، بيروت، دار مكتبة الحياة، ج10، ص5۔

[42]: الحلبی، محمد بن محمد ابن الشحنه، منظومه فی اصول الفقه (تحقیق: ثامر بن عبد الرحمن)، مجلة الحکمة، العدد59، ص؛247۔

[43]: وہ ابو البرکات، حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی ہیں۔ نسف ماوراء النہر کا علاقہ ہے ۔ علامہ نسفی حنفی مسلک کے بڑے امام تھے۔ ان کے ہم مثل ان کے زمانے میں موجود نہیں تھے۔ فقہ میں "کنزالدقائق" اور اصول فقہ میں " المنار" ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ (الفوائد البهية للکنوی:172-174)

[44]: الحلبی، محمد بن محمد ابن الشحنه، منظومه فی اصول الفقه (تحقیق: ثامر بن عبد الرحمن)، مجلة الحکمة، العدد59، ص؛250۔

[45]: الأخثيکسی، حسا م الدین محمد بن محمد، المنتخب للحسامي، باکستان، کراتشي، مکتبة البشري، ص333۔

[46]: الخبازي، محمد بن عمر، المغني في أصول الفقه، السعودية، المکة المکرمة، کلية الشريعة و الدراسات الإسلامية، ص407۔

[47]: الصديقي، أحمد ملا جيون، نور الأنوار، باکستان، کراچي، مکتبة البشري، ج1، ص15۔

[48]: الشاشی، نظام الدین، اصول الشاشی، باکستان، کراتشی، مکتبة البشری، ص11-12۔